JOURNAL OF RESEARCH (URDU)

ISSN (Print): 1726-9067, ISSN (Online):1816-3424
Volume No. 42, Issue No.01

TITLE OF THE PAPER

تدوینِ کلام مجید امجد اور ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا

AUTHOR(S)

* **Dr. Zeeshan Tabassum**
Assistant Professor, Department of Urdu & Iqbaliyat
Islamia University, Bahawalpur

CONTACT

* zeeshan.tabassum@iub.edu.pk

HISTORY OF THE PAPER

Received on: June 27, 2026
Accepted on: June 30, 2026
Published on: June 30, 2026

DETAIL(S)

Volume No. 42, Issue No. 01, Page No: 01-22
Publisher:
Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University
Multan (Pakistan)-60800

LICENSE

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

COPYRIGHT

©The author(s) 2026. ©Journal of Research (Urdu) 2026.
This publication is an open access article.

JOURNAL'S PROFILE

Journal of Research (Urdu) is a bi-annual "Y" category journal approved by Higher Education Commission of Pakistan.
It started in 2001 from Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan). At that time, it was owned by the Faculty of Languages & Islamic Studies. Later in 2008, Higher Education Commission of Pakistan recognized it as a research journal of Urdu in Category "Z". Since then, it is owned by the Department of Urdu, BZU, Multan. In 2014, it was upgraded and accepted for Category "Y".

CONTACT

Dr. Muhammad Asif
Editor, Journal of Research
Department of Urdu, BZU Multan-60800

MOBILE:
+92 333 6062921

WEBSITE:
https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

EMAIL:
jorurdu@bzu.edu.pk
muhammadasif12@bzu.edu.pk

ADDRESS

Office of the Journal of Research (Urdu), Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University, Multan

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

* ڈاکٹر ذی شان تبسم

تدوینِ کلام مجید امجد اور ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا

The Editing of the poetry of Majid Amjad and Dr. Khawaja Muhammad Zakariya

ABSTRACT

Majid Amjad is one of the important modern Urdu poet. Due to his humble nature, avoidance of fame, not being associated with any particular literary group, and living in Jhang and Sahiwal, far from literary centers, he was ignored throughout his life. Only one of his poetry collections, "Shab E Rafta", was published in his lifetime. This experience was so discouraging that he did not consider it appropriate to publish any other collection. Some literary figures who loved and admired him tried to preserve and compile his poetry, but due to lack of attention, poor taste, and haste, most of the work appears to be full of errors. In contrast to all of them, Khwaja Zakaria, who was a well-known researcher, critic and poet of Urdu language and literature and also had a close relationship with Majid Amjad, dedicated himself to the arrangement and editing of Majid Amjad's text and not only collected Majid Amjad's poetry from all sources but also arranged it in a scientific manner, ensuring the accuracy of the text. His "Kullyat e Majid Amjad" compiled in historical order became so popular that the work of other compilers was limited to mere historical status. More than a dozen editions of the Kullyat compiled by Khwaja Sahib have been published so far, of which significant changes were made in the fifth edition and partial revisions continued even later. Khwaja Zakaria also arranged two important selections of Majid Amjad and also edited the revised edition of "Shab e Rafta". This article presents an evolutionary review of his services in the editing of Majid Amjad's poetry..

KEYWORDS

Majeed Amjad, Khawaja Zakariya, Editing, Textual Criticism, Research, Critical perspective, Wazir Agha

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

مجید امجد(1914ء۔1974ء)، کے حوالے سے ایک بات پورے وثوق سے کی جا سکتی ہے کہ وہ روایت گریز شاعر ہیں۔اسی لیے انھیں روایتی تنقیدی معیارات کے تحت پرکھا بھی نہیں جا سکتا۔ منفرد طرزِ فکر، جداگانہ پیرایۂ اظہار، بامعنی ہیئتی تجربات اور نادر ڈکشن کی وجہ سے وہ اردو کی شعری روایت میں بے حد منفرد و ممتاز دکھائی دیتے ہیں۔ مجید امجد کا شمار اردو کے ان عظیم شعراء میں ہوتا ہے جن کا کلام فکر و فن کی مکمل ہم آہنگی لیے ہوئے ہے اور معنویت کے اعتبار سے اکہری سطح رکھنے کی بجائے جہانِ معنی سے مزیّن ہے۔ وہ، خواجہ زکریا کے لفظوں میں بنیادی طور پر ''شاعرِ حیات و کائنات'' ہیں۔ان کے ہاں یک خلیہ امیبا سے لے کر حیات و کائنات کے جملہ مظاہر اور بالخصوص انسان زندگی کی متنوّع صورتیں ایک خاص ترکیب میں منسلک دکھائی دیتی ہیں۔ان کی شاعری میں کائناتِ اصغر اور کائناتِ اکبر دونوں اپنی تمام تر گہرائیوں اور وسعتوں کے ساتھ موجود ہیں،اسی لیے سجاد میر جیسے ادب فہم مصر رہے ہیں کہ ''میر، غالب اور اقبال کے بعد مجید امجد جیسا شعری نابغہ یا شعری ذہن اردو شاعری نے پیدا نہیں کیا۔''(1) ایسے میں تعجب ہوتا ہے کہ مجید امجد کی زندگی میں اور کچھ بعد تک بھی ان کی وہ قدر شناسی نہیں ہو سکی جو اس عظیم شاعر کا استحقاق تھی۔ ناقدین کی اس عدم توجہی کی وجوہات پہ اظہارِ خیال کرتے ہوئے خواجہ زکریا فرماتے ہیں:

> ''مجید امجد رسائل میں تو بہت چھپتے رہے لیکن کسی نقاد نے ان کا نوٹس نہیں لیا،اس کی بڑی وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ بہت سے لوگ صاحب الرّائے نہیں ہوتے، انھیں اپنی پسند ناپسند پہ مکمل اعتماد نہیں ہوتا، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پتا نہیں دوسروں کو بھی اچھی لگتی ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ مضافات میں بیٹھے ہوئے تخلیق کاروں پہ کوئی لکھتا بھی نہیں۔''(2)

امجد فہمی کی جس کیفیت کی طرف خواجہ زکریا نے متوجہ کیا، آج صورتِ حال اس سے یک سر مختلف ہے۔ مجید امجد کے سوانحی کوائف، سیرت اور فکر و فن سے متعلق اب تک سیکڑوں مضامین لکھے جا چکے ہیں۔ کئی اہم شعراء جن میں عبدالعزیز خالد، قتیل شفائی، فارغ بخاری، خاطر غزنوی اور خورشید رضوی جیسے معروف شعراء بھی شامل ہیں انھیں منظوم خراجِ عقیدت پیش کر چکے ہیں۔ متعدد اہم ادبی رسائل جیسے ''نصرت'' لاہور، ''قند'' مردان، ''دستاویز'' لاہور، ''محفل'' لاہور، ''القلم'' جھنگ اور ''بازیافت'' لاہور ان سے متعلق خصوصی نمبرز مرتّب کر چکے ہیں۔ متعدد جامعات ان کے مختلف پہلوؤں سے متعلق ڈاکٹریٹ اور دیگر سطحوں کے مقالہ جات کروا چکی ہیں جب کہ امجد شناسی سے متعلق لکھی گئی کتابیں بھی اب معقول تعداد میں موجود ہیں، تاہم اہم ترین سوال یہ ہے

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

کہ وہ کون سی شخصیات تھیں جنھوں نے مجید امجد شناسی کے لیے یہ راہ ہموار کی؟اس حوالے سے فوری طور پہ چند نام ذہن میں آتے ہیں مگر ان ناموں میں سب سے نمایاں اور روشن نام ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا کا ہے۔خواجہ زکریا جن کا عمومی نقطۂ نظر رہا ہے کہ زندہ ادب وہی ہوتا ہے جو اپنے پیش روؤں سے منفرد اور مختلف ہو، اس لیے ان جیسی انفرادیت پسند شخصیت کا مجید امجد سے متاثر ہونا بے حد فطری امر تھا۔یہ درست ہے کہ مجید امجد پر پہلا باقاعدہ تنقیدی مضمون ڈاکٹر وحید قریشی نے ''مجید امجد کی نظمیں'' کے عنوان سے لکھا تھا،ان کے بعد مظفر علی سیّد،ڈاکٹر محمد حسن، ڈاکٹر سیّد عبداللہ اور ڈاکٹر وزیر آغا نے اپنے تنقیدی مضامین کے ذریعے مجید امجد شناسی میں اپنا حصّہ ڈالا تھا۔خاص طور پر اس فہرست میں شامل ناقدین میں وزیر آغا، مجید امجد شناسی کا اہم حوالہ ہیں، جنھوں نے اپنے معروف ادبی رسالے ''اوراق'' میں مجید امجد کی تخلیقات کو نمایاں جگہ دی، ان پہ متعدد مضامین لکھے اور امجد صاحب کے فکر و فن پہ پہلی باقاعدہ کتاب ''مجید امجد کی داستانِ محبت''(نومبر،**1991**ء) بھی تصنیف کی۔اس کتاب کا مقدمہ ڈاکٹر خواجہ زکریا نے تحریر کیا ہے جو مجید امجد کی قبولیتِ عام کی تحریک میں وزیر آغا کے بے حد معترف ہیں۔اپنے مضمون ''مجید امجد اور آزاد نظم'' میں وہ وزیر آغا کی اوّلیت سے متعلق لکھتے ہیں:

> ''اگر وزیر آغا کی تحریریں نہ ہوتیں تو مجید امجد کو ان کا موجودہ مقام حاصل ہونے میں ابھی کچھ اور عرصہ لگ جاتا۔''(3)

مجید امجد پہ شائع ہونے والی دوسری باقاعدہ کتاب ڈاکٹر سیّد عامر سہیل کی ''بیاضِ آرزو بکف'' ہے جو جنوری 1995ء میں بیکن ہاؤس، ملتان کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔انھیں مجید امجد کے حوالے سے ڈاکٹریٹ کا پہلا تحقیقی مقالہ لکھنے کا اعزاز بھی حاصل ہے(4) بعد ازاں مجید امجد پہ مضامین، کتب، خاص نمبرز وغیرہ کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہو گیا، تاہم یہ حقیقت ہے کہ مجید امجد پہ ہونے والے بیشتر تحقیقی کام کی بنیاد ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا کا مرتّب کردہ ''کلیات مجید امجد'' بنا ہے، اس کی عدم موجودگی میں تفہیم و ترسیلِ مجید امجد کی موجودہ کیفیت شاید ممکن نہ ہوتی۔

مجید امجد سے خواجہ زکریا کی پہلی ملاقات جھنگ کے معروف شاعر اور مجید امجد کے قریبی دوست شیر محمد شعری کے ہاں ایک ادبی نشست میں ہوئی۔یہ 1957ء کا سال تھا۔(5) وہ بیک وقت ان کی دھیمی شخصیت اور منفرد طرزِ کلام سے متاثر ہوئے اور پہلی نشست میں ہی انھیں یہ احساس ہوا کہ مجید امجد روٹین کے شاعر نہیں ہیں۔ان کے

منفرد ڈکشن، لب و لہجے، الفاظ و تراکیب، مقامی فضا بندی، موضوعاتی تنوّع اور سنجیدہ طرزِ ادا نے خواجہ زکریا کو بے حد متاثر کیا۔ اس ملاقات کے بعد مجید امجد اور کلام مجید امجد سے ان کی دل چسپی بڑھتی چلی گئی۔ انھوں نے بہت توجہ سے مجید امجد کی تخلیقات کا مطالعہ کیا، کلام امجد کو حرزِ جاں اور اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا اور آج یہ کیفیت ہے کہ امجد صاحب کی متن شناسی میں کوئی ان کی گرد تک کو نہیں پہنچتا۔ مجید امجد نے اپنی معروف نظم ''آٹو گراف'' میں خود کو اجنبی، بے نشاں، پابہ گل، رفعتِ مقام اور شہرتِ دوام سے عاری کہا تھا، مگر خواجہ زکریا جیسے باذوق محققین کی بدولت وہ آج اردو شاعری کی تاریخ میں اپنا منفرد تشخص رکھتے ہیں۔ خواجہ زکریا نے اس گوشہ نشیں اور مرکز گریز مگر نابغۂ عصر شاعر کو اس کا جائز ادبی مقام دلانے کے لیے جوان تھک کوشش کیں اس کی داد نہ دی جائے تو بے انصافی ہو گی۔ ڈاکٹر ریاض قدیر اپنے مضمون ''خواجہ صاحب۔۔۔'' میں اس کوششِ پیہم کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''مجید امجد کی شاعرانہ عظمت کو تسلیم کرنے میں لاہور کے ادبی حلقوں نے جس تعصّب اور کم ظرفی کا مظاہرہ کیا خواجہ صاحب نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور علمی و ادبی حلقوں میں مسلسل مجید امجد کی اہمیت کو واضح کرتے رہے۔ کالجز اور جامعات کے نصابات میں مجید امجد کے کلام کو جگہ دلوائی اور سالہا سال کی محنت اور باریک بینی سے کلیات مجید امجد مرتّب کر کے اردو شاعری کے قارئین کے ذہنوں پر مجید امجد کا دائمی نقش ثبت کر دیا۔''(6)

ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا کے بارے میں یہ بات پورے اعتماد سے کی جاسکتی ہے کہ ان کا مزاج غالب کے مصرع ''ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرف دار نہیں'' کے عین مطابق ہے۔ وہ ''سخن فہم'' بھی ہیں اور بلا وجہ کسی کی ''طرف داری'' کے قائل بھی نہیں۔ وہ اپنے تحقیقی منصوبوں میں بالعموم جانب داری یا کسی نوعیت کے تعصب کا شکار بھی نہیں ہوتے مگر جہاں وہ سمجھتے ہیں کہ مرکز گریزی، گروہی عصبیت یا ناقدین کی کور نگاہی کے سبب کسی تخلیقی نابغے کو اس کا جائز مقام نہیں مل سکا، وہاں وہ پورے خلوص سے اپنی تمام تر توانائی صرف کر دیتے ہیں، مجید امجد کا بھی یہی معاملہ ہے۔ خواجہ زکریا خلوصِ دل سے مجید امجد کی شعری عظمت کے قائل ہیں اس لیے ان کی تحقیقی دیانت کا تقاضا تھا کہ وہ ان کے کلام کی تدوین کریں اور دنیائے ادب تک مجید امجد کا درست ترین متن پہنچائیں۔ بعض سطح بیں معترضین اسے خواجہ زکریا کی ''جھنگ محبت'' قرار دیتے ہیں جو سخت نامناسب بات ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر شفیق احمد اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

"یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ خواجہ صاحب نے مجید امجد کو اس لیے اٹھایا کہ اتفاق سے خواجہ صاحب اور مجید امجد دونوں کا تعلق جھنگ سے تھا لیکن پھر "روشنی کی جستجو" کے شاعر علاء الدّین کلیم کا کیا کیجیے گا کہ جن سے خواجہ صاحب کا اوّل تو کوئی تعلق نہیں تھا ہی نہیں اور تھا بھی تو اسے منفی ہی کہا جا سکتا ہے، لیکن علاء الدّین کلیم میں چوں کہ ایک اچھے شاعر کی بیشتر خصوصیات موجود تھیں لہٰذا وہ جاپان سے آئے، "روشنی کی جستجو" کو مرتّب کیا، تقریب رونمائی ہوئی اور خواجہ زکریا صاحب پھر جاپان لوٹ گئے۔ بھلا مجید امجد اور علاء الدّین کلیم خواجہ صاحب کو کیا دے سکتے تھے۔"(7)

خواجہ زکریا نے کلامِ مجید امجد کے متن کی جمع آوری اور اس کی قرات و تفہیم پر بڑی محنت کی، مجید امجد کی نظموں کو سمجھنے کے لیے مختلف علوم و فنون اور سائنسی نظریات کا مطالعہ کیا، خاص طور پہ نظریۂ ارتقائے حیات، فلسفہ زمان و مکاں، حیاتیاتی سائنس اور علوم فلکیات کا عمیق مطالعہ کیا، مجید امجد کی تخلیقات کو بار بار پڑھا، متن پہ خوب خوب غور و خوض کیا، تب جا کے وہ ان کی فنی عظمت، رفعتِ تخیل اور منفرد اندازِ فکر کو سمجھ سکے۔ انھوں نے جب مابعد اقبال منظر نامے پہ غور کیا تو فیض احمد فیض کے بعد مجید امجد تمام شعراء میں منفرد و ممتاز نظر آئے۔ اسی لیے انھوں نے پورے خلوص کے ساتھ خود کو مجید امجد کو کے لیے وقف کر دیا۔ وہ اپنے مقصد میں کس حد تک کامیاب ہو سکے اس کا اندازہ ڈاکٹر جمیل احمد عدیل کی اس رائے سے لگایا جا سکتا ہے کہ آج: "ہم مجید امجد کو ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا صاحب کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔"(8) خواجہ زکریا کی مجید امجد شناسی کا اہم ترین حوالہ متنِ مجید امجد کے انتخابات اور کلام کی تدوین ہے۔ "ان گنت سورج" اس سلسلے کی پہلی کڑی ہے۔

ا)ان گنت سورج:

"ان گنت سورج" سے قبل مجید امجد کے کلام کے دو انتخابات "مرے خدا مرے دل" (1975ء، انتخاب: تاج سعید) اور "گلاب کے پھول" (1978ء: انتخاب: محمد حیات سیال) شائع ہوئے تھے، تاہم ان انتخابات میں متنی اغلاط کی بھرمار کے علاوہ کسی تحقیقی کار کو بھی اختیار نہیں کیا گیا تھا۔ "گلاب کے پھول" بنیادی طور پر تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے جس میں کلام کا مختصر انتخاب شامل کر دیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے خواجہ محمد زکریا کا مرتّب کردہ "ان گنت سورج" (1979ء) مجید امجد کی تخلیقات کا نمائندہ انتخاب ہے جو جامع بھی ہے، جس میں مجید امجد

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

کی نمائندہ نظموں کا متن پوری صحت کے ساتھ شامل کیا گیا ہے اور جس میں سائنٹیفک تحقیقی طریقہ کار بھی دکھائی دیتا ہے۔خواجہ زکریا اپنے ''ابتدائیہ'' میں اس انتخاب کا جواز پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''مجید امجد کی شہرت زیادہ تر ان کی وفات کے بعد ہوئی، اس عرصے میں دو مجموعے چھپے یعنی ''مرے خدا مرے دل'' اور ''شب رفتہ کے بعد''، جب کہ ''شب رفتہ'' 1958ء میں چھپا تھا۔ان میں سے کوئی مجموعہ بھی قارئین کے وسیع حلقے تک نہیں پہنچا۔''شب رفتہ'' کبھی کبھی محض نیا ادارہ سے دست یاب ہوتا ہے۔''شب رفتہ کے بعد'' حال ہی میں چھپا ہے، اغلاط سے پُر ہے اس لیے اس کا مطالعہ گم راہ کن ہے۔۔۔اندریں حالات ایک ایسے انتخاب کی اشاعت کی ضروری معلوم ہوتی ہے جو اغلاط سے پاک ہو اور زیادہ سے زیادہ قارئین تک پہنچ سکے۔''(9)

خواجہ محمد زکریا نے اس انتخاب میں مجید امجد کی تخلیقات کو زمانی اعتبار سے تین ادوار میں تقسیم کیا ہے۔''دورِ اوّل'' 1940ء سے 1958ء تک کی تخلیقات پر مشتمل ہے، گویا اس میں ''شبِ رفتہ'' کی اشاعت کے زمانے تک کے کلام کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اس حصّے میں مجید امجد کی دس نمائندہ نظموں کا انتخاب دیا گیا ہے۔''دورِ دوم'' 1959ء سے 1967ء تک کے زمانے پر مشتمل ہے۔اس دور میں شامل نظموں کی تعداد انیس ہے جب کہ ''دورِ سوم''، جس کی سب نظمیں فعلن فعلن والی بحر پر مشتمل ہیں، 1968ء سے 1947ء تک کے زمانے پر محیط ہے۔اس دور کے کلام میں سے مرتّب نے گیارہ نظموں کا انتخاب کیا ہے۔ تیسرے دور میں شامل تمام نظمیں ایک خاص مزاج کی حامل ہیں۔ سب کی سب نظمیں بحر متقارب میں تخلیق کی گئی ہیں اور اس کے لیے مجید امجد نے جن زحافات کا استعمال کیا ہے وہ اسے معمول سے زیادہ سست رو بنا دیتے ہیں اور اپنے آہنگ کے اعتبار سے اسے نثر کے قریب کر دیتے ہیں، اسی لیے امجد صاحب کے بعض ناقدین کو ان پر نثری نظموں کا گمان گزرا، جب کہ ایسا نہیں ہے۔ مجید امجد آخری زمانے میں مکمل طور پر اس بحر کے زیر اثر رہے۔یہ اُردو کی شعری روایت کا ایک نادر واقعہ ہے۔

انتخاب کے آخر میں دس غزلیات کا متن بھی شامل کیا گیا ہے اور خواجہ محمد زکریا کے مطابق ''یہ بھی اپنے تجربات کی انفرادیت کے سبب بہت سے غزل گو شعراء کے دواوین پر بھاری ہیں۔''(10) گویا مجموعی طور پر ''ان گنت سوچ'' میں شامل تخلیقات کی تعداد پچاس بنتی ہے۔

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

"اَن گنت سورج" مجید امجد کے کلام کا بہترین انتخاب ہے۔ اس میں صحتِ متن کا خاص خیال رکھا گیا ہے اور پیش کش بھی عمدہ ہے۔ ڈاکٹر سیّد عامر سہیل کے مطابق:

> "اَن گنت سورج" میں کتابت کی اغلاط اور متن کی صحت کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔۔۔ اپنے اختصار کے باوجود یہ مجید امجد کے کلام کا نہایت معیاری انتخاب ہے۔"(11)

اس مجموعے کا اختصاص یہ ہے کہ مرتّب نے اس میں کم از کم پانچ ایسی نظمیں بھی شامل کی ہیں جو اس سے پہلے مجید امجد کے کسی شعری مجموعے یا انتخاب میں موجود نہیں تھیں۔ یہ نظمیں سرِ بام، سنگت، یادوں کا دیس، جنگی قیدی کے نام، اپنے دل کی کھوج میں کیا کیا لوگ، ہیں جب کہ بعض نظموں کا مختلف متن اس مجموعے کی قدر و قیمت کو بڑھا دیتا ہے مثلاً دوام، بھادوں، پھولوں کی پلٹن وغیرہ۔ اس کا پیش لفظ "ابتدائیہ" کے عنوان سے خود خواجہ محمد زکریا نے لکھا، جس میں اختصار کے ساتھ مجید امجد کے کلام کا تعارف کرایا ہے اور قارئین کو ان کے موضوعاتی تنوّع، شعری تجربات اور معاصر شعراء میں انفرادیت کی طرف متوجہ کیا ہے۔ "اَن گنت سورج" کا عنوان مجید امجد کی نظم "مرے خدا مرے دل" کے مصرعے: "وہ گردشیں جنھیں اپنا کے اَن گنت سورج" سے ماخوذ ہے جو مجید امجد کے شعری مزاج کا بامعنی حوالہ ہے۔

۲) کلیاتِ مجید امجد:

مجید امجد ادبی گروہ بندی سے لاتعلق، شہرتِ عام سے گریزاں، مخصوص حلقۂ احباب تک محدود اور اپنی ذات میں سمٹی ہوئی شخصیت کے مالک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگی میں ان کے کلام کی اشاعت کی طرف کسی نے توجہ نہ دی۔ ان کی زندگی میں ان کا محض ایک مختصر شعری مجموعہ "شبِ رفتہ" کے عنوان سے 1958ء میں نیا ادارہ، لاہور سے شائع ہو سکا۔ "شبِ رفتہ" 1935ء سے 1958ء تک کے کلام کا ایک کڑا انتخاب تھا۔ مجید امجد کے لیے اس شعری مجموعے کی اشاعت کا تجربہ حوصلہ شکن ثابت ہوا، اس لیے وہ دوبارہ اپنے کلام کی اشاعت کی طرف متوجہ نہ ہوئے تاہم خواجہ زکریا کے مطابق:

> "1972ء میں، میں نے مجید امجد کا ایک انٹرویو ساہی وال میں ان کے مکان پر ریکارڈ کیا تھا۔ اس وقت میں نے انھیں کسی اچھے ناشر سے ایک یا دو مجموعے شائع کروانے کی پیش کش کی۔ وہ راضی ہو گئے اور وعدہ کیا کہ وہ دو مجموعوں کو حتمی شکل دیں گے۔ ان کی خواہش یہ تھی کہ

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

ایک مجموعہ شبِ رفتہ کے بعد سے 1968ء تک کے کلام پر مشتمل ہو اور دوسرا مجموعہ ''فعلن فعلن'' والی بحر میں کہی گئی نظموں سے ترتیب پائے۔''(12)

مجید امجد کی صحت ان دنوں ناساز رہنے لگی تھی اس لیے وہ اس خیال کو عملی جامہ نہ پہنا سکے اور اس انٹرویو کے دو سال بعد 1947ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔ مجید امجد کی وفات (11 مئی 1974ء) کے بعد اس وقت کے ساہی وال کے ڈپٹی کمشنر جاوید قریشی نے ان کے خستہ گھر کو مقفل کر دیا، بعد ازاں گورنمنٹ کالج ساہی وال کے پرنسپل امجد علی آغا کی نگرانی میں ایک کمیٹی قائم ہوئی جس نے گھر کا جائزہ لیا اور تمام مسودات کو ایک گٹھڑی میں باندھ کر معروف نظم گو شاعر عبدالرشید کے حوالے کر دیا، بعد ازاں وزیرِ اعلیٰ پنجاب نواب صادق حسین قریشی کی مالی معاونت سے کلام مجید امجد کی اشاعت کا بندوبست ہوا۔ اس کلام کی ترتیب میں جاوید قریشی، امجد اسلام امجد اور عبدالرشید پیش پیش رہے جب کہ افتخار جالب، سعادت سعید، فہیم جوزی اور محمد افضل نے پروف خوانی کا کام کیا۔ اس طرح ''شبِ رفتہ'' کے علاوہ مجید امجد کے دست یاب کلام کو ''شبِ رفتہ کے بعد'' کے عنوان سے ترتیب دیا گیا اور یہ مجموعہ کلام 1976ء میں تیسری دنیا کا اشاعت گھر، لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہو گیا۔ تمام تر وسائل، تکنیکی مدد اور حکومتی سرپرستی کے باوجود ''شبِ رفتہ کے بعد'' کی یہ اشاعت عجلت پسندی کا شکار نظر آتی ہے۔ پروف خوانی کی سیکڑوں اغلاط کے علاوہ نظموں کی زمانی ترتیب بھی سخت تقدیم و تاخیر کا شکار دکھائی دیتی ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا لکھتے ہیں:

''کتاب اگرچہ تاریخی ترتیب سے مرتّب کی گئی ہے مگر متعدد جگہوں پر خاصی تقدیم و تاخیر ہے اور تاریخی ترتیب پوری طرح قائم نہیں رہی۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ کتاب کی پروف خوانی میں سخت لاپروائی برتی گئی جس کی وجہ سے سیکڑوں اغلاط در آئیں۔ بعد میں ایک صحت نامہ مرتّب کرایا گیا (جس کی ترتیب میں غالب حصّہ میرا ہی تھا) اس میں متن کے تین سو چھہتر الفاظ کی تصحیح کی گئی ہے، لیکن اغلاط اس سے کہیں زیادہ ہیں۔''(13)

''شب رفتہ کے بعد'' کے آس پاس کے زمانے میں مجید امجد کے کچھ انتخابات بھی شائع ہوئے جن میں ''مرے خدا مرے دل'' (1975ء)، ''گلاب کے پھول'' (1978ء)، ''چراغِ طاقِ جہاں'' (1980ء)، ''طاقِ ابد'' (1981ء) اور ''مرگِ صدا'' (1982ء) خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ مرتبین کے خلوص اور

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

نیک نیتی میں شک نہیں مگر اپنی بعض خوبیوں کے ساتھ ان انتخابات میں پروف خوانی کے علاوہ بے ربطی، تکرار اور متنی اغلاط جیسی خامیاں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ دریں اثناء تاج سعید کا مرتب کردہ کلیاتِ مجید امجد ''لوحِ دل'' (1987ء) کے عنوان سے شائع ہو گیا۔ اس کلیات کی تاریخی حیثیت سے انکار ممکن نہیں مگر امجد صاحب کے اہم محقّق ڈاکٹر سیّد عامر سہیل کے مطابق:

> ''بکھرے کلام کی یک جائی کے تناظر میں تو یہ مجموعہ عمدہ کاوش تھی مگر دقّتِ نظر سے مطالعہ کرنے پر اس میں بے شمار غلطیاں اور کوتاہیاں نظر آجائیں گی۔''(14)

خواجہ محمد زکریا اس ساری صورتِ حال سے مطمئن نہیں تھے۔ انھوں نے تمام ذرائع سے مجید امجد کا کلام مجتمع کیا۔ ان ذرائع میں ''شبِ رفتہ''، ''شبِ رفتہ کے بعد''، روزنامہ ''عروج'' (جھنگ) کی فائلیں، مجید امجد کے وہ تمام قلمی مسودات جو انھیں 18 جون 1982ء کو جاوید قریشی کے ذریعے ملے، مجید امجد کا ایک ادھورا اور بوسیدہ رجسٹر اور مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہونے والی تخلیقات خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ مواد کی فراہمی کے بعد انھوں نے پوری توجہ سے متن کا مطالعہ کیا، تمام کلام کو زمانی ترتیب فراہم کی، نظموں کی اشکال اور درست ہیئت کا تعین کیا۔ یوں مجید امجد کا کم و بیش سارا کلام ایک سلیقے اور قاعدے سے مرتب ہو گیا۔ ''کلیاتِ مجید امجد'' کے ''پیش لفظ'' میں خواجہ زکریا نے ان تمام مسائل، معاملات اور اپنے تدوینی کام کے طریقہ کار کی وضاحت کی ہے۔ وہ اپنے تدوینی کام سے خاصے مطمئن دکھائی دیتے ہیں اور ان کا یہ دعوی بڑی حد تک درست محسوس ہوتا ہے:

> ''ان صراحتوں کے بعد اگر یہ دعوی کیا جائے کہ ''کلیات مجید امجد'' کے نام سے چھپنے والا یہ مجموعہ مکمل ترین ہی نہیں، صحیح ترین بھی ہے تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ امید ہے کہ اس اشاعت سے کلام مجید امجد کے اب تک طبع ہونے والے متنوں کی اغلاط کا ازالہ ہو جائے گا۔''(15)

''کلیات مجید امجد'' کا پہلا ایڈیشن ماورا پبلشرز، لاہور نے 1989ء کے اوائل میں شائع کیا۔ کتاب کے ناشر اور معروف شاعر خالد شریف نے ''عرضِ ناشر'' کے عنوان سے مختصر ابتدائیہ لکھا ہے جس میں وہ خواجہ محمد زکریا کی محنت، سخن شناسی اور عرق ریزی پر انھیں بھرپور خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔ ان کے ابتدائیہ میں یہ معنی خیز تبصرہ بھی موجود ہے:

"انھوں نے جس باریک بینی اور عرق ریزی سے کام لیا، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ان کی توجہ کے باعث ہم میں سے کچھ دوست یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ خواجہ صاحب کو پی ایچ ڈی کی ڈگری تو دراصل اسی کام پر ملنی چاہیے تھی۔"(16)

724 صفحات پر مشتمل "کلیاتِ مجید امجد" کا یہ پہلا ایڈیشن 438 نظموں اور 61 غزلیات پر مشتمل ہے۔ قارئین کی سہولت کے لیے مدوّن نے بعض علامات بھی وضع کی ہیں، جن کی کیفیت کچھ اس طرح ہے:

ا۔ جن نظموں کا سنِ تخلیق یقینی نہیں فہرست میں ان کے سامنے سوالیہ نشان (؟) لگایا گیا ہے، اگرچہ 438 میں سے محض پانچ نظمیں ایسی ہیں جن کے سنِ تخلیق کا حتمی طور پر تعیّن نہیں ہو سکا۔

۲۔ وہ نظمیں جو "شبِ رفتہ" کا حصّہ ہیں ان کے سامنے (--) کا نشان لگایا گیا ہے۔ ان نظموں کی تعداد تراسی (83) ہے۔

۳۔ وہ اکیاون (51) نظمیں جو "شبِ رفتہ" اور "شبِ رفتہ کے بعد" میں شامل نہیں ہیں ان کے سامنے (+) کا نشان دیا گیا ہے۔

شعری کلیات کی تدوین کا یہ وہ منفرد قرینہ ہے جس کی طرف بالعموم سہل پسند مدوّنین توجہ نہیں کرتے۔ خواجہ محمد زکریا نے تدوینِ کلام میں صحتِ متن پر خاص توجہ دی ہے۔ مجید امجد اپنی شعری تخلیقات پہ بار بار نظرِ ثانی کرتے تھے، اس لیے بعض تخلیقات کے متعدد متون بھی دست یاب ہوتے ہیں۔ اس مسئلہ کے حوالے سے خواجہ زکریا نے جو معیار اختیار کیا وہ ان کے اپنے لفظوں میں درج ذیل ہے:

"امجد صاحب اپنے کلام پر مسلسل محنت کرتے رہتے تھے۔ ترمیم و تنسیخ کا یہ عمل غیر مختتم تھا۔ نتیجہ یہ کہ بعض نظموں کے ایک سے زیادہ "ورژن" موجود تھے۔ ان میں سے کون سا "ورژن" شاعر کی منشا کے مطابق تھا اور کون سا نہیں تھا؟ اس الجھن کو سلجھانا سہل نہیں تھا۔ اکثر جگہ میں نے آخری "ورژن" کو ترجیح دی مگر چند نظموں میں اوّلین "ورژن" بہتر معلوم ہوا اس لیے اس کو اختیار کیا گیا۔"(17)

مجید امجد کی بہت سی نظموں میں لفظی تبدیلیاں بھی ملتی ہیں۔ رسائل میں مختلف اشاعتوں میں ان تبدیلیوں کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے جہاں بعض نظمیں چند الفاظ تبدیل کر کے قدرے مختلف صورت میں چھپوا دی گئی ہیں۔ بعض اوقات یہ فیصلہ کرنا بھی آسان نہیں ہوتا کہ آگے پیچھے مختلف رسائل میں چھپنے والی نظموں میں سے آخری ورژن کون

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

سا ہے؟ خواجہ زکریا نے ایک سے زیادہ متون کی صورت میں عام طور پر آخری دست یاب متن کو ترجیح دی ہے، البتہ بعض نظموں کی ابتدائی صورت کو بہتر سمجھتے ہوئے ترمیم شدہ صورت کو چھوڑ دیا ہے۔ مقالہ نگار کے نزدیک کتابت کی اغلاط سے قطع نظر جو مصنف و کاتب دونوں سے سرزد ہو سکتی ہیں، فن پارے کے حتمی متن سے متعلق فیصلہ کرنے کا اختیار صرف تخلیق کار کے پاس ہونا چاہیے، البتہ مدوّن حاشیے میں اختلافِ نسخ کی وضاحت کرتے ہوئے اپنا نقطۂ نظر پیش کر سکتا ہے۔ ''کلیاتِ مجید امجد'' خواجہ محمد زکریا کی بے حد محنت، سخن فہمی، متن شناسی اور تحقیقی خلوص کا شان دار مظہر ہے تاہم تمام کوشش کے باوجود اس میں چند اغلاط در آئی ہیں۔ ڈاکٹر سیّد عامر سہیل نے اپنی کتاب ''مجید امجد: نقش گرِ ناتمام'' میں ان کی نشان دہی کی ہے۔ مختصراً:

۱۔ مرتّب نے ''شبِ رفتہ'' اور ''شبِ رفتہ کے بعد'' کے علاوہ اس بات کی نشان دہی نہیں کی کہ کون سی نظم کس مجموعے سے حاصل کی گئی ہے اور ''عروج'' سے کون سی نظمیں لی گئی ہیں۔

۲۔ وضع کردہ علامات لگاتے ہوئے بعض مقامات پر کوتاہی برتی گئی ہے جیسے نظم ''دستک'' (ص:132) کے علامتی نشان سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ یہ نظم پہلی بار کلیات میں شامل ہو رہی ہے تاہم یہی نظم ''شبِ رفتہ'' (ص:46) میں اسی عنوان سے موجود ہے۔ اس طرح کی چند مزید اغلاط بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔

۳۔ مجید امجد کی طویل نظم ''نہ کوئی سلطنتِ غم ہے، نہ اقلیمِ طرب'' کا پی جوڑتے ہوئے بے ترتیب ہو گئی ہے جس نے نظم کو بے معنی کر دیا ہے۔

۴۔ کلیات میں شامل غزل ''یہ دن یہ شگفتہ دنوں کا آخری دن'' کو خواجہ صاحب نے سیّد منظور حسین نقوی مکان شریفی، کی طرف منسوب کیا ہے جب کہ اسے مجید امجد نے اپنے دوست نور الدین جہاں گیر کی وفات پر کہا تھا۔

۵۔ متون کے باہمی اختلافات کو حواشی میں درج کیا جانا چاہیے تھا مگر کلیات میں اس کا اہتمام نہیں کیا گیا۔

''کلیاتِ مجید امجد'' میں موجود ان جزوی خامیوں کی نشان دہی کرنے کے باوجود ڈاکٹر سیّد عامر سہیل اسے پیش کش اور متن کی صحت کے اعتبار سے دوسرے مجموعہ ہائے کلام سے بہت بہتر سمجھتے ہیں۔ ان کے مطابق:

> ''ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا کے مرتّب کردہ کلیات میں ایک نظم اور ضابطہ ملتا ہے نیز انھوں نے تحقیقی اندازِ نظر اختیار کیا ہے جس کی وجہ سے اب تک شائع ہونے والی کتابوں میں صحتِ متن اور پیش کش کے اعتبار سے یہ سب سے بہتر کتاب ہے۔'' (18)

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

خواجہ محمد زکریا نے کلیات میں مجید امجد کا سوانحی خاکہ بھی درج کیا ہے، اختصار کے باوجود اس میں امجد صاحب کی زندگی کے بیشتر کوائف سامنے آگئے ہیں جنھیں تمام تر تحقیق اور براہِ راست معلومات کی بنیاد پر مرتّب کیا گیا ہے، مجید امجد کے اکثر محققین نے ان کے حیات نامہ کے ضمن میں اسی سوانحی خاکے سے استفادہ کیا ہے۔ خواجہ زکریا کے مرتّب کردہ ''کلیات مجید امجد'' کو علمی و ادبی حلقوں میں غیر معمولی پذیرائی حاصل ہوئی، اس تدوینی کارنامے نے مجید امجد کو حاشیے سے نکال کر مرکز میں لانے اور رفعتِ مقام اور شہرتِ دوام دلانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ خواجہ زکریا ذمہ دار مدوّن ہیں اور جہاں معاملہ مجید امجد کا ہو، وہاں ان کی سنجیدگی اور انہماک بہت کچھ بڑھ جاتا ہے۔ ملک مقبول احمد کے مطابق:

> ''انھوں نے مجید امجد کی کلیات کی ترتیب و تدوین میں محنت اور جان کاوی کا ثبوت دیا۔ مجید امجد کی وفات کے بعد متعدد لوگوں نے مجید امجد پر کام کر کے اپنی شہرت کی دکان چمکائی لیکن خواجہ صاحب نے صبر و تحمل سے کام لیا اور آہستہ آہستہ مجید امجد کی نظموں اور غزلوں کی تلاش میں مصروف رہے۔ اب ان کی مرتبہ کلیات مجید امجد کو ہی بنیادی مستند حوالہ سمجھا جاتا ہے۔''(19)

۳) کلیاتِ مجید امجد (طبعِ نو):

خواجہ محمد زکریا نے ''کلیاتِ مجید امجد'' (طبعِ اوّل) کی ترتیب و تدوین میں اگرچہ صحتِ متن اور تاریخی ترتیب کی طرف بہت توجہ کی تھی مگر پھر بھی بعض جزوی اغلاط رہ گئی تھیں جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ خواجہ زکریا کا شمار ان محققین میں ہوتا ہے جو اپنے تحقیقی منصوبوں پہ نظرِ ثانی کرتے رہتے ہیں اور تازہ تحقیقات کی شمولیت سے انھیں بہتر بناتے رہتے ہیں۔ یہ خوبی ایک اچھے محقق کو محقق تر بنا دیتی ہے۔ خواجہ زکریا اپنے مرتّب کردہ متون کا بھی تنقیدی نگاہ سے جائزہ لیتے رہتے ہیں اور اگر اس میں کوئی نقص یا خامی دیکھتے ہیں تو اس سے رجوع کرنے میں کسی ہچکچاہٹ کا شکار نہیں ہوتے۔ انھیں متن شناسی کا ہنر آتا ہے اور وہ اسے ترتیب دینے کا سلیقہ بھی رکھتے ہیں۔ ''کلیاتِ مجید امجد'' کے پہلے ایڈیشن میں رہ جانے والی بعض کمزوریوں کا انھیں خود بھی ادراک تھا۔ وہ ''طبعِ نو'' کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

> ''اگرچہ اس میں متن کا حتی الامکان خیال رکھا گیا تھا پھر بھی چند اغلاط در آئیں۔ واحد طویل نظم ''نہ کوئی سلطنتِ غم ہے، نہ اقلیم طرب'' غلط کاپی جڑنے کی وجہ سے بے ربط ہو گئی۔''(20)

تاہم ان اغلاط کے ساتھ مذکورہ کلیات کے چار ایڈیشن اوپر تلے شائع ہوتے چلے گئے۔ اس دوران معترضین کے سنجیدہ و سطحی اعتراضات بھی جاری رہے، اسی لیے ''کلیاتِ مجید امجد'' (طبع نو) کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ترمیم، اضافے اور ترتیبِ نو کے ساتھ ایڈیشن پہلی مرتبہ 2003ء میں الحمد پبلی کیشنز، لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔ خواجہ زکریا نے متنِ مجید امجد کا از سرِ نو جائزہ لیا، اس میں چودہ تخلیقات کا اضافہ کیا، بہت توجہ سے پروف خوانی کی، کتابت کی اغلاط کو درست کیا، سابقہ ایڈیشن کے برعکس کمپیوٹر کے ذریعے کمپوزنگ کرائی، کتاب کے ظاہری حسن پر بھی توجہ دی اور سب سے بڑھ کر کلام مجید امجد کی ترتیب و تہذیبِ نو کی۔ خواجہ محمد زکریا نے سابقہ زمانی ترتیب کے مقابلے میں اس کلیات کو نئی ترتیب کے ساتھ مرتّب کیا۔ ''کلیاتِ مجید امجد'' (طبع نو) میں مجید امجد کے کلام کو چار حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو درج ذیل ہیں:

(۱) شبِ رفتہ (1935ء تا 1958ء)

(۲) روزِ رفتہ (1932ء تا 1958ء)

(۳) امروز (1958ء تا 1968ء)

(۴) فردا (1968ء تا 1947ء)

''کلیات مجید امجد'' (طبعِ نو) کے ''پیش لفظ'' میں خواجہ زکریا نے ترتیبِ نو کا جواز تفصیل سے درج کیا ہے۔ کلیات میں شامل پہلے حصّے ''شب رفتہ'' کے متعلق لکھتے ہیں:

> ''شب رفتہ'' مجید امجد کی زندگی میں شائع ہونے والا ان کا واحد مجموعہ ہے اس لیے اس کی الگ شناخت برقرار رکھی گئی ہے۔ امجد نے ''شبِ رفتہ'' کو سنینِ تخلیق کے مطابق مرتّب نہیں کیا تھا لیکن میں نے اس مجموعے کی تمام نظموں کو سختی سے سنین کے مطابق ترتیب دیا۔''(21)

کلیات مجید امجد کے پہلے ایڈیشن میں تمام تخلیقات تاریخی ترتیب سے مرتّب کی گئی تھیں، طبعِ نو میں بھی تاریخی ترتیب کا مکمل التزام کیا گیا ہے تاہم ادوار بندی کی وجہ سے اس کی صورت پذیری میں کچھ تبدیلی ضرور آ گئی ہے۔ خواجہ زکریا نے ہر حصّے میں شامل تخلیقات کو زمانی ترتیب کے ساتھ کتابت کرایا ہے اور نظم و غزل کے اختتام پہ اس کا سنِ تخلیق درج کر دیا ہے۔ اس تاریخی ترتیب کی وجہ سے مجید امجد کی اپنی مرتّب کردہ ''شبِ رفتہ'' کے برخلاف نظمیں قدرے آگے پیچھے ہو گئی ہیں۔ دوسرے حصّے ''روزِ رفتہ'' میں خواجہ زکریا نے وہ کلام شامل کیا ہے جو اگرچہ

"شب رفتہ" ہی کے تخلیقی دورانیے میں نظم ہوا مگر مجید امجد نے اپنی معیار پسندی یا پبلشر کی محدود گنجائش یا کسی اور وجہ سے اس کلام کی اشاعت سے احتراز کیا۔ خواجہ زکریا سمجھتے ہیں کہ "شبِ رفتہ" میں مجید امجد کی بہت سی عمدہ نظمیں شمولیت سے محروم رہیں، تاہم مجید امجد کے اپنے انتخاب کی وجہ سے اس مجموعے کی تاریخی اہمیت اور منفرد تشخص سے انکار ممکن نہیں ہے۔ اس صورتِ حال کے باوجود اگر انھوں نے مجید امجد کے ترک شدہ کلام کی اشاعت ضروری سمجھی تو اس کی شمولیت کا ٹھوس جواز ہونا ضروری تھا، خواجہ زکریا اس ضمن میں لکھتے ہیں: "یہ سارا کلام ان کے ذہنی ارتقاء کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ اسی لیے کلیات میں اس کی شمولیت کا کافی جواز موجود ہے۔"(22) طبع نو میں شامل تیسرا اور چوتھا حصّہ "امروز" اور "فردا" دراصل مجید امجد ہی کی خواہش کی تکمیل ہیں۔ انھوں نے "شبِ رفتہ" کے بعد جو کچھ تخلیق کیا اس کے دو مختلف مزاج ہیں۔ اس لیے وہ انھیں دو الگ مجموعوں میں مرتّب کرنا چاہتے تھے۔ خواجہ محمد زکریا نے کلیات کی ترتیبِ نو میں مجید امجد کی خواہش کے مطابق 1958ء تا 1968ء کا کلام "امروز" جب کہ 1968ء سے 1947ء یعنی مجید امجد کی زندگی کے آخری حصے کا کلام "فردا" کے عنوان سے ترتیب دیا۔ اس تنظیم نو کی وجہ سے مجید امجد کا فن اپنی مکمل ارتقائی شکل میں سامنے آجاتا ہے۔ آخری دور میں مجید امجد بحر متقارب کے زیر اثر رہے۔ ان کے شعری تجربات سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ عمر بھر اظہار کے کسی موزوں سانچے کے متلاشی تھے اور یہ سست رو بحر جس پر بظاہر نثری نظم کا گمان ہوتا ہے ان کے تجرباتِ فن کا حاصل تھی۔ اس حصے میں شامل نظموں کی مجموعی تعداد 180 بنتی ہے۔

"کلیاتِ مجید امجد" (طبع نو) میں چودہ نظموں کا اضافہ بھی ہوا ہے۔ یوں مجموعی نظموں کی تعداد بڑھ کر 452 ہو گئی ہے۔ تمام تر احتیاط کے باوجود کہیں کہیں پروف خوانی کی اغلاط رہ گئی ہیں۔ مثلاً نظم "کوئٹے تک" میں "گے" کی عدم شمولیت سے یہ مصرع غیر موزوں ہو گیا ہے، ع: تم بھر نہ آسکو، بتانا تو تھا مجھے، صحیح مصرع یہ ہے۔ ع تم پھر نہ آسکو گے، بتانا تو تھا مجھے۔ اسی طرح معروف نظم "توسیع شہر" کا ایک مصرع اس طرح کتابت ہوا ہے: سہی دھوپ کے زرد کفن میں لاشوں کے انبار، یہاں "سہی" بجائے "سہی" درج ہو گیا ہے۔ طبع نو، میں تخلیقات کی فہرست بناتے ہوئے تاریخی ترتیب میں اکا دکا اغلاط آگئی ہیں، تاہم متن کے ساتھ دی گئی تواریخ درست ہیں، بہر کیف

اس طرح کی چند کتابت کی اغلاط سے قطع نظر ''کلیاتِ مجید امجد'' کی یہ اشاعت پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ مفید ہے اور اس کی تنظیم نو نے کلیات کی افادیت میں بہت کچھ اضافہ کر دیا ہے۔

۴)کلیاتِ مجید امجد (صدی ایڈیشن):

''کلیاتِ مجید امجد'' (طبع نو) کا پہلا ایڈیشن 2003ء میں شائع ہوا، 2018ء تک اس کے چار ایڈیشن فروخت ہو چکے تھے جس سے اس کی مقبولیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مجید امجد کا سال ولادت 1914ء ہے اس مناسبت سے 2014ء کو ادبی حلقوں نے اس عظیم شاعر کی یاد میں ''مجید امجد صدی'' منانے کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر ملک بھر میں مجید امجد سے متعلق یاد آوری تقاریب کا انعقاد ہوا، رسائل و جرائد نے خاص نمبرز شائع کئے، بہت سی تازہ کتب کی اشاعت ہوئی اور درجنوں مقالات شائع ہوئے۔ دریں اثناء خواجہ زکریا نے ''کلیاتِ مجید امجد'' کے متن کا از سر نو جائزہ لیا اور پروف خوانی کی چند رہ جانے والی اغلاط کی تصحیح کی۔ ان کے مطابق: ''چند ایسی باریک اغلاط بھی درست کر دی گئی ہیں جو باقی رہ گئی تھیں۔ علاوہ ازیں اس ایڈیشن میں اضافتوں کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔''(23) الحمد پبلی کیشنز، لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والے 2018ء کے اس ایڈیشن کے ''ضابطہ'' پہ اسے ''مجید امجد صدی ایڈیشن'' قرار دیا گیا ہے۔ غالباً کلیات پر نظر ثانی کا عمل 2014ء میں مکمل ہو گیا تھا، مگر ترمیم شدہ نسخہ وقت پہ شائع نہیں ہو سکا اور اس کی اشاعت میں کسی وجہ سے تاخیر ہو گئی۔ کلیاتِ مجید امجد کا پہلا ایڈیشن 1989 میں شائع ہوا تھا جس میں 438 تخلیقات شامل تھیں، نظر ثانی شدہ ایڈیشن طبع نو 2003ء میں چھپا تھا جس میں چودہ تخلیقات کا اضافہ ہوا تھا اور اس طرح مجید امجد کی دست یاب تخلیقات کی تعداد 452 ہو گئی تھی تاہم صدی ایڈیشن میں مجید امجد کی کسی نئی تخلیق کی شمولیت نہیں ہوئی، جس کے بعد بظاہر یہ بات پورے اعتماد سے کی جا سکتی تھی کہ اس ایڈیشن کی صورت میں مجید امجد کا تمام کلام مجتمع ہو چکا ہے اور اب شاید کوئی نئی چیز سامنے نہ آسکے۔ تاہم 2024ء میں مجید امجد کی پچاسویں برسی کے موقع پر بک کارنر، جہلم نے محمد افتخار شفیع (پ: 1973ء) کا مرتّب کردہ ''کلیات مجید امجد'' شائع کیا جس میں ایک نعت، دس منظومات اور نو سہرے ایزاد کئے گئے ہیں۔ ''چند باقیات'' کے عنوان سے مرتّب کردہ اس حصّے میں شامل تخلیقات کے معیار پر گفتگو کی گنجائش ہے تاہم اس کی اہمیت کو یک سر نظر نہیں کیا جا سکتا۔ افتخار شفیع کی مرتّب کردہ کلیات کا بنیادی ماخذ بھی خواجہ صاحب ہی کا متن ہے جس کا اعتراف انھوں نے جگہ جگہ کھلے دل سے کیا ہے۔ مختصراً

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

کلیاتِ مجید امجد (صدی ایڈیشن) کم و بیش سابقہ متن پر مشتمل ہے، اس کے پس ورق پہ ناقدین کی وہی آراء درج ہیں جو سابقہ ایڈیشنز میں بھی شامل تھیں البتّہ صحتِ متن اور حسنِ صورت کے لحاظ سے اسے سابقہ آٹھ ایڈیشنز پہ فوقیت حاصل ہے۔ صدی ایڈیشن کی قبولیت کا یہ عالم ہے کہ مختصر دورانیے میں اس کے تین ایڈیشنز شائع ہو چکے ہیں۔

۵) انتخابِ مجید امجد:

خواجہ محمد زکریا نے 1979ء میں ''ان گنت سورج'' کے نام سے مجید امجد کے کلام کا ایک انتخاب شائع کیا تھا جس میں ان کی پچاس (50) تخلیقات شامل تھیں۔ ''انتخاب مجید امجد'' اس کے مقابلے میں کسی قدر مفصّل ہے۔ مجموعی طور پر اس انتخاب میں تریسٹھ نظمیں اور سولہ غزلیات شامل ہیں جو ''کلیاتِ مجید امجد'' کا قریب آٹھواں حصہ بنتا ہے۔ خواجہ صاحب نے اس انتخاب میں بھی طویل نظموں کے مقابلے میں نسبتاً مختصر، قدرے سہل مگر نمائندہ نظموں کا انتخاب کیا ہے۔ اس انتخاب کی ضرورت و اہمیت سے متعلق خواجہ صاحب ''ابتدائیہ'' میں لکھتے ہیں:

> ''چوں کہ کلیاتِ مجید امجد ایک ضخیم مجموعہ ہے، اس لیے کلام امجد کے انتخاب کی ضرورت متعدد لوگوں نے محسوس کی ہے۔۔۔ اس کے مطالعے سے مجید امجد کی شاعری کے تمام ادوار اپنی جملہ خصوصیات کے ساتھ قاری پر روشن ہو جائیں گے۔''(24)

''انتخابِ مجید امجد'' کے مذکورہ دیباچے میں خواجہ زکریا نے اس انتخاب کی ضرورت و اہمیت کے ساتھ ساتھ، مجید امجد کی شعری انفرادیت، ادبی حلقوں میں بڑھتی پذیرائی اور ان کے کلام کی تفہیم کے مسائل پہ عمدہ تنقیدی اشارے کیے ہیں۔ کتاب میں مجید امجد کا وہ ''مختصر سوانحی خاکہ'' بھی شامل کیا گیا ہے جو اس سے قبل ''کلیاتِ مجید امجد'' کی مختلف اشاعتوں کا حصّہ رہا ہے۔ داخلی شواہد سے اندازہ ہوتا ہے کہ ''انتخاب مجید امجد'' کے لیے جس متن پر اکتفا کیا گیا ہے، یہ وہی ہے جو ''کلیاتِ مجید امجد'' (طبع نو) میں استعمال ہوا ہے۔ اس لیے کہ پروف خوانی کی جو معمولی اغلاط مذکورہ کلیات میں ہیں، وہ اس انتخاب میں بھی بعینہٖ موجود ہیں۔ مثلاً نظم ''کوئٹے تک'' کا یہ مصرع ''تم پھر نہ آسکو گے بتانا تو تھا مجھے'' ایک لفظ ''گے'' کی عدم شمولیت کی وجہ سے خارج از بحر ہو گیا ہے (انتخابِ مجید امجد: ص 56)۔ نظم ''توسیع شہر'' کا ایک مصرع: ''سہمی دھوپ کے زرد کفن میں لاشوں کے انبار''، انتخاب میں پہلے لفظ ''سہمی'' میں موجود حرف ''م'' کی عدم کتابت کی وجہ سے اس طرح درج ہوا ہے: سہی دھوپ کے زرد کفن میں لاشوں کے

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

انبار(انتخاب مجید امجد، ص:69)۔تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ مقالہ نگار پوری توجہ سے پڑھنے کے بعد اس مجموعے کی محض دو اغلاط ہی تلاش کر سکا ہے اس سے اندازہ ہوتا کہ کتابت کی مذکورہ اغلاط سے قطع نظر اس انتخاب میں متن کی صحت کا مکمل خیال رکھا گیا ہے۔خواجہ زکریا نے اعراب اور اضافتوں کی بھی توجہ سے کتابت کرائی ہے جس کی وجہ سے شاعری کے کم ذوق قارئین بھی کلام کی سہولت سے قرات کر سکتے ہیں۔خواجہ زکریا نے مجید امجد کی بہترین منظومات و غزلیات کو زمانی ترتیب اور عمدہ تدوینی طریقہ کار کے مطابق مرتّب کیا ہے اور اپنے تئیں التزام کیا ہے کہ یہ انتخاب صحیح معنوں میں امجد صاحب کا ''نمائندہ انتخاب'' بن جائے اور بظاہر وہ اس مقصد میں کام یاب دکھائی دیتے ہیں۔

۶)شب رفتہ(تصحیح متن):

مجید امجد کا تخلیقی سفر چار دہائیوں سے زیادہ عرصے پر محیط رہا، تاہم ان کی زندگی میں صرف ایک مجموعہ کلام ''شبِ رفتہ''(1958ء)ہی شائع ہو سکا۔ مجید امجد نے اس کے آغاز میں ''حرفِ اوّل'' کے عنوان سے ایک منظوم دیباچہ تحریر کیا تھا جس میں وہ حرف و بیاں کے عقدۂ مشکل کو اپنی زندگی کی سب سے بڑی الجھن بتاتے ہیں۔ اس دیباچے سے ان کے تخلیقی عمل اور بے پناہ ادبی کمٹ منٹ کی کیفیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے، جس کے لیے وہ سوچتے دن اور جاگتی راتوں کے استعارے وضع کرتے ہیں تاہم برسوں کی کاوشِ پیہم کے باوجود وہ حکایتِ دل کے ناگفتنی رہ جانے اور حسرتِ اظہار کی خلش کو اپنی تخلیقی زندگی کا حاصل بتاتے ہیں۔

مجید امجد کی کڑی ریاضت کا حاصل ان کی زندگی میں شامل ہونے والا واحد مجموعہ کلام ''شبِ رفتہ'' ہے جسے ان کے کلام کا انتخاب کہا جائے تو زیادہ مناسب ہو گا، خود مجید امجد نے ''شب رفتہ'' کے لیے لکھے گئے مختصر فلیپ میں اسے اپنے کلام کا انتخاب قرار دیا ہے۔ان کے مطابق:

> ''میں ایک عمر سے نظم اور اس کی گوناگوں اشکال کا سودائی رہا ہوں اور لکھنے کی ایک جانکاہ لگن میری صبحوں اور شاموں کی عناں گیر رہی ہے۔اس دھن میں جو کچھ میں نے لکھا اس کا انتخاب ''شب رفتہ'' میں شامل ہے۔''(25)

''شبِ رفتہ'' میں مجید امجد کی چوراسی(84)تخلیقات شامل ہیں، جب کہ خواجہ محمد زکریا کی مرتّب کردہ ''کلیاتِ مجید امجد'' کے مطابق اس مجموعے کی اشاعت کے وقت ان کی چھیاسی(86)نظمیں اور غزلیں ایسی ہیں جو نیا ادارہ، لاہور کے مالکان کی تاجرانہ ذہنیت اور جزرسی کی وجہ سے مجموعے کا حصّہ نہ بن سکیں۔ان میں بعض بہت معیاری

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

اور نمائندہ تخلیقات بھی تھیں جنھیں صفحات کی تنگی کی وجہ سے شاملِ کتاب نہیں کیا گیا، مزید برآں اس مجموعے کی ترسیل وپذیرائی محدود ادبی حلقوں میں ہوئی۔ مجموعی طور پر مجید امجد کی حساس طبیعت کے لیے ''شب رفتہ'' کی موجودہ شکل میں اشاعت اور عدم پذیرائی ایک تجربہ تکلیف دہ تھا، شاید اسی لیے انھیں نے خود کو رسائل و جرائد کی حد تک محدود کر دیا اور کسی دوسرے مجموعہ کلام کی اشاعت کی طرف مائل نہ ہو سکے، حتیٰ کہ ان کی زندگی میں ''شب رفتہ'' کی اشاعتِ ثانی کی نوبت بھی نہ آئی۔ ''شب رفتہ'' کا دوسرا ایڈیشن امجد صاحب کی وفات کے سات سال بعد نیا ادارہ، لاہور ہی کے زیرِ اہتمام 1981ء میں شائع ہوا، جب کہ تیسرا ایڈیشن معروف اشاعتی ادارے ماورا پبلشرز، لاہور کے تحت 1989ء میں طبع ہوا۔ ''شبِ رفتہ'' کا اوّلین ایڈیشن کم یاب تھا اور دیگر دست یاب نسخوں میں بہت سی متنی اغلاط در آئی تھیں، اس لیے خواجہ محمد زکریا نے اس مجموعے کی اشاعت نو کی ضرورت محسوس کی۔ ان کے مطابق:

> ''کلیات مجید امجد (الحمد پبلی کیشنز) کی اشاعت کے وقت ''شبِ رفتہ'' کی بیشتر اغلاط کو درست کر دیا گیا تھا مگر چوں کہ وہ ''کلیات'' کے ایک جزو کی حیثیت رکھتی تھی اور کلیات میں نظموں کو زمانی ترتیب سے یک جا کیا گیا تھا اس لیے مجید امجد کی مرتبہ ''شب رفتہ'' کے نسخہ اوّلیں کی ترتیب ملحوظ نہ رکھی جا سکی۔ ضرورت تھی کہ اس کا ایک صحیح نسخہ شاعر کی زندگی میں شائع ہونے والے ایڈیشن کی ترتیب کے مطابق صحتِ متن کے اہتمام کے ساتھ شائع کیا جائے۔ یہ نسخہ اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے طبع کیا جا رہا ہے۔''(26)

''شب رفتہ'' میں شامل اڑسٹھ (68) منظومات اور سولہ (16) غزلیات کو مجید امجد نے چار حصّوں میں تقسیم کیا تھا۔ انھوں نے ہر حصّے کے لیے ایک عنوان تجویز کیا گیا تھا جس سے اس حصّے میں شامل تخلیقات کے مزاج کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ عنوانات اور تخلیقات کی کیفیت کچھ اس طرح ہے:

۱۔ دمِ شرر: اس حصّے میں چھے نظمیں شامل ہیں۔
۲۔ سطورِ تپاں: یہ حصّہ چھتیس نظموں پر مشتمل ہے۔
۳۔ ظروفِ نو: اس حصّے میں پچیس منظومات شامل ہیں۔
۴۔ سفینۂ غزل: یہ حصّہ جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے پندرہ غزلیات پر مشتمل ہے۔

مجید امجد نے نظموں کو مرتّب کرتے ہوئے اگرچہ زمانی ترتیب کا ہتمام کیا تھا، تاہم بہت سی نظموں میں اس کی سختی سے پابندی نہیں کی جا سکی۔ خواجہ زکریا کی مرتّب کردہ ''کلیات مجید امجد (زمانی ترتیب) میں درج سنین کو اگر ''شب رفتہ'' پہ منطبق کر کے دیکھا جائے تو بہت سی تخلیقات میں تقدیم و تاخیر کی صورت دکھائی دے گی تاہم اس کتاب کی تاریخی اہمیت کے پیشِ نظر خواجہ صاحب نے مجید امجد کی ترتیب کو قائم رکھا ہے البتّہ تمام تخلیقات کے نیچے سالہائے تخلیق درج کر دیئے ہیں تاکہ جو قارئین زمانی ترتیب کے خواہاں ہیں ان کی تشفی ہو سکے۔ خواجہ زکریا نے ''شب رفتہ'' کی تدوینِ نو میں صحتِ متن کی طرف خصوصی توجہ دی ہے، خاص طور پر نظموں کی اشکال کی درستی اور اعراب وغیرہ کا خصوصی التزام کیا ہے۔ ان کی مرتّب کردہ ''شب رفتہ'' کے دائیں فلیپ پر مجید امجد کی معروف نظم ''بندا'' کتابت کی گئی ہے جب کہ بائیں فلیپ پر ڈاکٹر سیّد عبداللہ، ڈاکٹر وزیر آغا، سیّد جعفر طاہر اور شہزاد احمد کی وہی منتخب تنقیدی آراء دی گئی ہیں۔ ''پسِ ورق'' پر مجید امجد کا وہ فلیپ درج ہے جو ''شب رفتہ'' کی اشاعتِ اوّل میں شامل تھا۔

''شبِ رفتہ'' کے تصحیح شدہ ایڈیشن میں بعض نظموں کے عنوانات میں معمولی تبدیلیاں دکھائی دیتی ہیں جیسے: اشاعتِ اوّل کی نظم ''پھر کیا ہو'' کا عنوان زیرِ نظر ایڈیشن میں استفہامیہ نشان کے اضافے کے ساتھ ''پھر کیا ہو؟'' درج ہے، اسی طرح نظم ''**2942** کا جنگی پوسٹر'' میں لفظ 'ایک' ایزاد کیا گیا ہے اور موجودہ طباعت میں یہ ''**2942** کا ایک جنگی پوسٹر'' درج ہے۔ حصّہ ''سفینۂ غزل'' میں ایک غزل کا پہلا مکمل مصرع درج تھا: ''کس گھات میں گم سم ہو؟ خوابوں کے شکاری! جاگو بھی۔۔۔'' خواجہ زکریا کی مرتّب کردہ ''شب رفتہ'' میں استفہامیہ نشان کے بغیر اس مصرع کا محض ابتدائی حصّہ درج ہے: ''کس گھات میں گم سم ہو۔۔۔'' اسی طرح غزل نمبر **6**، **7**، **8**، **9** اور **10** میں بھی مکمل مصرع درج کرنے کے بجائے ابتدائی ٹکڑے درج کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے جو مقالہ نگار کے نزدیک مناسب نہیں۔ ایک غزل کا مصرع بہ طورِ عنوان ''کوئی بھی دور۔۔۔ سرِ محفلِ زمانہ رہا'' تھا جسے ''کوئی بھی دورِ سرِ محفلِ زمانہ رہا'' درج کیا گیا ہے، یہاں لفظ دور میں اضافت کا ایزاد کرنا سخت عدم توجہی پر دلالت کرتا ہے۔ دوسرے حصّے ''سطورِ تپاں'' میں ایک غزل کا اضافہ کیا گیا ہے اور عنوان ''عزم نظر نہیں'' سے دھوکہ ہوتا ہے کہ یہ نظم ہے، مجید امجد کے مرتب کردہ مجموعے میں یہ غزل شامل نہیں، اس کی شمولیت کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔ ''شب رفتہ'' کے پہلے ایڈیشن میں ہر عنوان کے بعد کوما (،) درج ہے جسے درست طور پر حذف کر دیا گیا

ہے۔"شب رفتہ" کا پہلا ایڈیشن 138 صفحات پر مشتمل تھا جس کی کتابت ٹائپ کے ذریعے کی گئی تھی، اس میں اضافتوں اور دیگر رموزِ اوقاف کا توجہ سے اہتمام ہوا تھا، خواجہ صاحب کے مرتبہ ایڈیشن میں 158 صفحات ہیں جنھیں ان پیج کی مدد سے کمپوز کرایا گیا ہے مگر اس میں بعض مقامات پر رموزِ اوقاف کا التزام دکھائی نہیں دیتا خاص طور پر علامتِ تشدید کے اندراج کی کمی کا شدید احساس ہوتا ہے۔خواجہ صاحب نے ہر نظم کے آخر میں اس کا زمانہ تخلیق درج کر دیا ہے جس کا اہتمام پہلے ایڈیشن میں نہیں کیا گیا۔

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

حوالہ جات وحواشی

1۔ طاہر مسعود، ڈاکٹر، بحوالہ مضمون؛ مجید امجد اور نقّادانِ ادب، مشمولہ: انگارے (بیادِ مجید امجد نمبر)، (ملتان، کتابی سلسلہ نمبر: 62، فروری 2015ء)، ص 18

2۔ محمد زکریا، ڈاکٹر خواجہ، مصاحبہ کار: ذی شان تبسّم، بمقام: شعبہ اردو اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، بتاریخ: 5 اکتوبر 2021ء

3۔ محمد زکریا، ڈاکٹر خواجہ، بحوالہ مضمون؛ مجید امجد اور آزاد نظم، مشمولہ القلم (جھنگ: جھنگ ادبی اکیڈمی، 1994ء)، ص 307

4۔ مجید امجد کے فکر وفن پہ لکھا گیا یہ تحقیقی مقالہ 2008ء میں پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، لاہور کے زیرِ اہتمام "مجید امجد: نقش گرِ ناتمام" کے عنوان سے شائع ہوا۔

5۔ محمد زکریا، ڈاکٹر خواجہ، چند اہم جدید شاعر، ص 116

6۔ ریاض قدیر، ڈاکٹر، بحوالہ مضمون؛ خواجہ صاحب۔۔۔، مشمولہ ماہ نامہ الحمرا، لاہور، جلد: 16، شمارہ 2، فروری 2016ء، ص 34

7۔ شفیق احمد، ڈاکٹر، بحوالہ مضمون "مرے استاد، مرے رہنما"، مشمولہ: جدید ادب، جرمنی، شمارہ 4، (جنوری تا جون 2005ء)، ص 24، 25

8۔ جمیل احمد عدیل، بحوالہ کتاب: لاہور کا ادبی منظر نامہ۔2، مولفہ: ڈاکٹر غافر شہزاد، (لاہور: الفیصل ناشران، اکتوبر 2015ء، ص 46

9۔ محمد زکریا، ڈاکٹر خواجہ، اَن گنت سورج (لاہور: ضیائے ادب، 1979ء)، ص 6

10۔ ایضاً، ص 9

11۔ عامر سہیل، ڈاکٹر سیّد، مجید امجد۔ نقش گرِ ناتمام (لاہور: پاکستان رائٹرز کاآپریٹو سوسائٹی، 2008ء)، ص 93

12۔ محمد زکریا، ڈاکٹر خواجہ، بحوالہ دیباچہ (طبع نو) مشمولہ: کلیاتِ مجید امجد (صدی ایڈیشن)، (لاہور: الحمد پبلی کیشنز، 2018ء)، ص 31

13۔ محمد زکریا،ڈاکٹر خواجہ، پیش لفظ: ''کلیات مجید امجد (زمانی ترتیب)،(لاہور: ماورا پبلی کیشنز1989ء)، ص32
14۔ عامر سہیل،ڈاکٹر سیّد، مجید امجد: نقش گرِ ناتمام(لاہور: پاکستان کوآپریٹو سوسائٹی،2008ء)، ص98
15۔ محمد زکریا،ڈاکٹر خواجہ، پیش لفظ: ''کلیات مجید امجد (زمانی ترتیب)، ص102
16۔ خالد شریف، دیباچہ ''عرضِ ناشر''، مشمولہ: کلیاتِ مجید امجد،(لاہور: ماورا پبلشرز، طبع اوّل،1989ء)، ص1
17۔ محمد زکریا،ڈاکٹر خواجہ، کلیاتِ مجید امجد(لاہور: الحمد پبلی کیشنز، طبع صدی ایڈیشن،2018ء)، ص32،33
18۔ عامر سہیل،ڈاکٹر سیّد، مجید امجد: نقش گرِ ناتمام، ص102
19۔ مقبول احمد، ملک، 150مشاہیر اردو(لاہور: مقبول اکیڈمی،2019ء)، ص236
20۔ محمد زکریا،ڈاکٹر خواجہ، کلیاتِ مجید امجد۔ طبع نو(لاہور: الحمد پبلی کیشنز، طبع پنجم، ستمبر2003ء)، ص27
21۔ ایضاً، ص28
22۔ ایضاً، ص29،28
23۔ محمد زکریا،ڈاکٹر خواجہ، کلیات مجید امجد (صدی ایڈیشن)(لاہور: الحمد پبلی کیشنز،2018ء)، ص32
24۔ محمد زکریا،ڈاکٹر خواجہ، انتخاب مجید امجد(لاہور: الحمد پبلی کیشنز،2003ء)، ص12
25۔ مجید امجد، شب رفتہ(لاہور: نیا ادارہ'1958ء)
26۔ محمد زکریا،ڈاکٹر خواجہ، بحوالہ؛ یہ اشاعت کیوں؟، مشمولہ: شب رفتہ(لاہور: الحمد پبلی کیشنز،2007ء)، ص11